موجودہ نازک حالات میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍نومبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۱۰ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۱ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۲

(الاحزاب۔ ۱۰ تا ۱۲)

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝۱۶ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۷ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۸

(الاحزاب: ۱۶ تا ۱۸)

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴۰

(آل عمران: ۱۴۰)

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ﴿۴۵﴾ سَیُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۶﴾
(القمر: ۴۵، ۴۶)

اِس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

یہ مضمون تو بہت لمبا ہے اور میری صحت پوری طرح ٹھیک نہیں ہے لیکن اس مضمون کو جلد بیان کرنا بھی حالات کا تقاضا تھا، اِس لئے آج مَیں اس کی ابتداء کر دیتا ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جیسا بھی اللہ تعالیٰ نے سمجھایا اس کی تفصیل اگلے خطبہ یا خطبوں میں بیان کر دوں گا۔

ان آیات میں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے بنیادی طور پر جو بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی اور آپ کے بعد اُمت مسلمہ پر بھی ایسے حالات بعض دفعہ آتے رہے ہیں اور آجاتے ہیں کہ جب دُنیا کے سب حیلے جاتے رہتے ہیں۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی مادّی سامان نظر نہیں آتا اور دشمن ہر طرف سے جمع ہو کر حملہ آور ہو جاتا ہے چنانچہ وہ مسلمانوں کے ایک گروہ یا ایک ملک کو گھیر لیتا ہے اور ظاہری اسباب کے فقدان کے نتیجہ میں دو چیزیں نمایاں ہوتی ہیں۔ پہلی چیز منافق کا نفاق اور دوسری چیز ایک مومن کا حُسن اور حُسنِ ایمان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِن حالات میں بھی ہم نے تمہارے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک نمونہ بنا دیا ہے۔

جب عرب قبائل روساء مکہ کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کو مٹانے اور (بزعمِ خود) مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے مدینہ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ احزاب سے پہلے جو جنگ ہوئی تھی، اس میں کم و بیش پندرہ سو مسلمان شامل ہوئے تھے۔ دو سال کے بعد جب کفار مکہ نے مدینہ کو گھیر لیا۔ اُس وقت منافقین کو شامل کر کے قریباً تین ہزار مسلمان تھے۔ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر تین سو سے کچھ زیادہ ہی منافقین واپس آگئے تھے۔ سارے منافق تو شامل نہیں ہوئے تھے۔ اِس واسطے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ تین ہزار مسلمانوں میں جو احزاب کے موقع پر اسلام کی حفاظت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے دفاع کے لئے باہر میدان میں جمع ہوئے تھے اُن میں پانچ چھ سو منافقین ہوں گے۔ اس لئے اڑھائی ہزار کے قریب مخلص مومن سمجھنے چاہئیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے تھے

اور لشکر کفار دس ہزار کی تعداد میں تھا جو قریباً تمام عرب کے بڑے بڑے قبائل کی نمائندگی کر رہا تھا اور تمام روساء مکہ کی قیادت میں مسلمانوں کو کریش (CRASH) کرنے کے لئے اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی نیت سے وہاں جمع ہوا تھا۔

مسلمانوں کے لئے علاوہ اس ابتلاء کے بعض اور ابتلاء بھی تھے مثلاً راشن یعنی غذا کی کمی تھی۔ سردی غیر معمولی طور پر شدید تھی۔ اُن کا لباس اس سردی کا مقابلہ کرنے کے لئے ناکافی تھا۔ غرض اُس وقت حالات ایسے تھے کہ دُنیا کی نگاہ یہی دیکھتی تھی کہ آج اسلام ختم اور مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ آج (نعوذ باللہ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچا کر یہ سارا سلسلہ ختم کر دیا جائے گا۔ لوگ باتیں بھی کرتے تھے۔ فتنہ بھی پیدا کرتے تھے۔ بددلی پیدا کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ جو ان کے بس میں تھا وہ کرتے تھے لیکن وہ مسلمان جس نے اپنے ربّ کی قدرتوں کے زندہ نظارے دیکھے تھے اور علیٰ وجہ البصیرت اس کی صفات پر ایمان لاتا تھا اور اس کی صفات کی معرفت اور ان کا عرفان رکھتا تھا۔ وہ ان باتوں میں نہیں آتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ایسے حالات میں بھی قدرتوں والا خُدا جس کے اندر کوئی کمزوری اور نقص نہیں ہے اور جسے اس کے وعدوں کو پورا کرنے سے عاجز نہیں بنایا جا سکتا، اُس نے جو وعدے کر رکھے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے اور اس نے وعدہ یہ کیا ہے کہ جب احزاب جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور دل ایسا معلوم ہوگا کہ چھلانگ لگا کر شاید منہ کے راستے جسم سے باہر نکلنے لگا ہے۔ اُس وقت اور اِن حالات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور بشارت کو پورا کرے گا اور مومن کامیاب ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے (مگر شرط یہ ہے کہ آدمی حقیقی مومن ہو) کہ پھر کوئی غیر طاقت اُس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ جنگ احزاب کے ذکر کے قریباً وسط میں قرآن کریم نے اس آیۂ کریمہ کو رکھا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۲)

دراصل ظاہری سامانوں کی کمی اور دُنیوی لحاظ سے کمزوری کی انتہا کا نقشہ جنگ احزاب نے ہمارے سامنے کھینچ دیا ہے اور ایک مومن کے ایمان کے حسن کا نظارہ اس موقعہ پر بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کی تفصیل میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے بعد میں جاؤں گا۔

ہمیں یہاں بنیادی طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ جب اور جس وقت اس قسم کے حالات پیدا ہوں گے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اور جس وقت اس قسم کے حالات پیدا ہوں تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی غیر پر بھروسہ نہ کرنا اُس وقت دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس وقت سامنے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے جو خدا تعالیٰ کے قرب کی طرف لے جانے والا ہے اُس وقت یہ خیال نہیں کرنا کہ ہمارے پاس بندوقیں نہیں یا ہمارے پاس توپیں نہیں یا ہمارے پاس بحری بیڑہ نہیں ہے یا ہمارے پاس ہوائی جہاز نہیں (اور ''نہیں'' سے مراد یہ نہیں کہ بالکل نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں کم ہیں) اُس وقت یہ یاد رکھو کہ اگر ساری دُنیا کے ہوائی جہازوں کو جمع کر دیا جائے اور دُنیا کے بحری بیڑے سمندر میں اکٹھے ہو جائیں اور ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم نشانہ بنانے کے لئے تیار ہو جائیں اور ساری دُنیا کے دوسرے ہتھیاروں کو بھی ایک محاذ پر استعمال کرنے کا منصوبہ بنا لیا جائے تب بھی وہ سارے کے سارے خدائے قادر وتوانا کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ فتح تعداد کی وجہ سے یا سامانوں کے نتیجہ میں نہیں ہوتی وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔

دوسری جنگِ عظیم کے شروع میں ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کے پاس بے حد سامان تھا۔ اتحادی اس سے لڑنے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن خدا تعالیٰ پر تو انہوں نے بھروسہ نہیں کیا۔ کوئی اَور خوبی ہوگی جو ہمیں نظر نہیں آئی اللہ تعالیٰ کو نظر آئی۔ ہٹلر سے شاید انسانیت کو اس سے زیادہ دکھ پہنچتا جو اس کے مخالفین کی فوجوں سے پہنچا ہے اس واسطے جو تھوڑا دُکھ پہنچانے والا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب کر دیا اور جو لوگ زیادہ دُکھ پہچانے والے بن سکتے تھے، اُن کو ناکام کر دیا۔

غرض یہ باتیں خدا کے علم میں ہیں۔ ہم تو صرف اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم غیب کا علم نہیں رکھتے لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے۔ ہم کچھ اندازے لگا لیتے ہیں۔ اصل علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ یہاں امت مسلمہ کا ذکر ہے اور اصل سوال یہاں اللہ کی ذات اور اُسے یاد رکھنا ہے اُس کی صفات پر ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ اُسے دھوکہ نہ دیا جائے کیونکہ وہ علیم دھوکہ میں نہیں آسکتا۔ یہاں یہی کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مدد کی کیونکہ وہ بصیر ہے وہ جانتا

ہے کہ تمہارے عمل کیسے ہیں۔ اگر تمہارے عمل ٹھیک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت یعنی شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوئے تو اس کے وعدے پورے ہوں گے۔ پھر دُنیا کی کوئی طاقت ان وعدوں کے پورا ہونے میں روک نہیں بن سکتی لیکن اگر انسان خود مرنا چاہے اور اس وقت کے منافقوں کی طرح خدا تعالیٰ کو چھوڑنا چاہے تو پھر خدا تعالیٰ پر شکوہ بے جا ہے قصور اپنا ہے۔ اُس پر کیا الزام دھرا جا سکتا ہے۔

پس آج ہمارے ملک کے حالات جنگ احزاب کے حالات سے ملتے جُلتے ہیں۔ گو اُن میں زیادہ شدت تھی اِن میں ابھی اتنی شدت نہیں پیدا ہوئی لیکن یہ حالات اُن سے بہت ملتے جُلتے ہیں چنانچہ پاکستان کے ایک حصے کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے اور دوسرے حصے کو بھی قریباً قریباً ایک حصے میں عملاً جنگ شروع ہو گئی ہے اور دوسرے کے متعلق آج ہی کی خبر ہے کہ بھارت نے کہا ہے کہ پاکستان اپنی مظلومیت سے باز آ جائے ورنہ ہم اپنے ظلم میں اَور بھی زیادتی کریں گے۔ اب جو مظلوم ہے وہ اپنی مظلومیت سے کیسے باز آ جائے؟ اس کو تو تم باز رکھ سکتے ہو۔ تم اس پر ظلم کرنا چھوڑ دو تو وہ مظلوم نہیں رہے گا۔ پاکستان تو اپنا دفاع کر رہا ہے۔ پاکستان نے تو حملہ نہیں کیا۔ پاکستان نے تمہارے ملک میں فساد پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تم نے پاکستان میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تم نے فسادیوں کا ساتھ دے کر ایک وقت تک دُنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی کہ باغی ہیں اور حق پر ہیں اور پاکستان نے ان بعض پاکستانیوں کے حقوق نہیں دیئے اس لئے وہ اپنے حقوق کے حصول کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ فسادی کی عقل میں فتور آ جاتا ہے۔ یہ جو غیر ملکوں کے اخبار اور بی بی سی اور دوسرے براڈ کاسٹنگ کرنے والے ذرائع ہیں وہ ان کی باتوں میں آ گئے اور انہوں نے شور مچا دیا کہ پاکستانی حکومت اپنے شہریوں پر ظلم کر رہی ہے۔ کہاں ظلم کر رہی ہے حکومت؟ وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اُن پر ہم ظلم کیسے کر سکتے ہیں مگر تم نے جو فتنہ پیدا کیا ہے اور فساد پیدا کیا ہے اور تم نے ایک مختصر سے گروہ میں بغاوت کی ایک رَو پیدا کی ہے اس کا ہم مقابلہ کریں گے کیونکہ دُنیا کی کوئی عقل یا دُنیا کا کوئی اخلاق یا دُنیا کا کوئی قانون یا دُنیا کی کوئی شریعت یہ نہیں کہتی کہ باغی جو مرضی کرتا رہے اس کے خلاف کچھ نہیں کرنا۔

جو TREASON (ٹریزن) کرنے والا ہے اس کو TREASON (ٹریزن) کی سزا ملنی چاہئے۔ جو بھلا مانس ہے اسے حقوق دینے چاہئیں مگر باغی کا صرف یہ حق ہے کہ اس کو پکڑ کر فساد سے روک دیا جائے۔

بہرحال دُنیا میں انہوں نے بڑا شور مچایا اور بہت پروپیگنڈا کیا۔ باہر کے اخبار ہمارے مخالف ہو گئے۔ غیر ملکی حکومتوں کو بھی یہی سمجھ آرہا تھا کہ شاید پاکستان ہی اس مسئلے کا ذمہ دار ہے۔ مگر ابھی پچھلے چند دنوں سے دُنیا کی آنکھیں کھلنی شروع ہوئی ہیں۔ ہماری حکومت نے بڑا اچھا کیا ہے غیر ملکی صحافیوں کو محاذ جنگ پر لے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں یہ دیکھ لو وردیوں کے اندر پاکستان پر حملہ آور بھارتی جو لاشیں چھوڑ گئے ہیں وہ مکتی فوج کی ہیں یا فلاں بھارتی بریگیڈ یا فلاں فلاں بھارتی ڈویژن کی ہیں۔ یہ ان کے ہتھیار ہیں ان کو بھی دیکھ لو۔ اب انہوں نے رپورٹیں کرنی شروع کی ہیں چنانچہ بی بی سی جو اس سے پہلے ایک لفظ بھی معقولیت کا نہیں کہا کرتا تھا (مَیں تو اس کی خبریں نہیں سُنتا کسی نے مجھے بتایا ہے کہ) کل اس نے کہا ہے کہ یہ جو مکتی فوج ہے ان کے پاس ہوائی جہاز کیسے آ گئے؟ ان کے پاس ٹینک کیسے آ گئے؟ اب انہوں نے (یعنی بی بی سی والوں نے) کہا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں (ابھی وہ ہزاروں تک آئے ہیں ڈویژن پر آ جائیں گے دو چار دن میں) بھارتی فوج پاکستان کے اندر گھس کر حملہ کر رہی ہے۔ اسی طرح ان کے اخباروں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ظالم اور حملہ آور بھارت ہے۔ لیکن یہ آپ یاد رکھیں کہ اگر سارا بھارت (خدا نہ کرے) دو منٹ کے لئے بھی پاکستان کی سرحدوں کے اندر داخل ہو جائے اور بھارت کے اندر کوئی شخص بھی نہ رہے (میں نے یہ فرض کیا ہے عملاً تو ہو نہیں سکتا) پھر بھی اندرا گاندھی نے یہی کہنا ہے کہ ہمارا کوئی آدمی پاکستان کی حدود کے اندر نہیں گیا۔

اندرا گاندھی اور اس جیسے دماغوں کے لئے بھی ہم دُعا کرتے ہیں کیونکہ اسلام نے ہمیں کسی سے دشمنی نہیں سکھائی۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ جو غلط راہیں وہ اختیار کر رہے ہیں جو غلط بول وہ بول رہے ہیں کہ جو غلط خیالات اُن کے دماغوں میں ہیں۔ جن غلط اعمال کا مظاہرہ وہ ہماری سرحدوں پر کر رہے ہیں، ان غلطیوں سے بچنے کی اور اپنی اصلاح کرنے کی اللہ تعالیٰ ان کو

توفیق عطا فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ اس کے غضب کے نیچے آئے اور جہنم میں دھکیل دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا کا عبدِ مومن اور عبدِ محسن بنے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو اس دُنیا میں بھی پائے اور اُس دُنیا میں بھی پائے۔ اس لئے ہماری یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ ان کے اندر نیک تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں اپنے پیار کا مستحق بنائے تا کہ وہ نہ صرف پاکستان بلکہ کسی دوسرے ہمسایہ ملک پر بھی ظلم کرنے والے نہ بنیں۔ ان کے اپنے ملک میں بھی بعض لوگ اچھوت نہ رہیں بلکہ سارے ''انسان'' بن جائیں جن کی عزت اور احترام ہر دوسرے انسان پر فرض کیا گیا ہے۔

ہماری یہ دُعائیں ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری یہ دعائیں قبول ہوں اور ہماری یہ ذمہ داریاں ہیں جن کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے کہ جس وقت دُنیا کا کوئی وسیلہ ہمیں نظر نہ آئے اس وقت بھی ہم مایوس نہ ہوں کیونکہ ہمارا وسیلہ اور سہارا ہمارا معاون اور مددگار اور ہمارا دوست اور ولی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو طاقت ہے دُنیا کے سارے مادی سامان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ سارے مادی سامان تو اس کے غلام ہیں۔

پس ہماری جو ذمہ داریاں ہیں وہ ہمیں نباہنی چاہئیں۔ ہمارے دلوں میں شیطان جو مایوسی پیدا کرنا چاہتا ہے ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔ اگر سرحدوں پر موت ہمارے سامنے کھڑی ہو تو دلیری کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہم اس کی طرف آگے بڑھ جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قتل اور موت سے تمہارا فرار تمہیں نفع نہیں دے سکتا۔ اس لئے جو چیز ہمیں نفع ہی نہیں دے سکتی وہ ہم کیوں اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ تم شہادت کے لئے تیار ہو جاؤ گے تو تمہیں دُنیا کی کوئی طاقت نہیں مار سکتی، تم کامیاب ہوئے تب بھی زندہ اور شہید ہوئے تب بھی زندہ۔ پاگل ہے وہ شخص جو شہید کو مُردہ سمجھتا ہے اور وہ اس لئے پاگل ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی یہیں اس دُنیا میں ختم ہوگئی۔ نہیں! یہ زندگی اس دُنیا میں ختم نہیں ہوئی۔ کیا وہ شخص مظلوم ہے؟ کیا وہ شخص گھاٹے اور نقصان میں ہے جسے ایک نہایت بوسیدہ اور متعفّن اور بدبودار جگہ سے اُٹھا کر ایک شاندار محل کے اندر

بھیج دیا جائے۔ جن میں نہریں بہتیں ہوں اگر نہیں تو وہ شہید کیسے مظلوم بن گیا یا گھاٹے میں پڑنے والا بن گیا جو اس دارِ ابتلاء میں سے نکالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے پیار کی جنتوں کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ نیکیاں، بدیوں کو دھوڈالتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار پر انسان کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔ ہم تو ظاہر پر پابندی لگاتے ہیں۔ باطن پر نہ ہم پابندی لگا سکتے ہیں اور نہ یہ ہمارا حق ہے یعنی ہمیں اس کی طاقت ہے نہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حق دیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعض کنچنیاں بھی بعض نیکیوں کی وجہ سے جنت میں چلی جائیں گی۔ اسی طرح آپ نے دوسرے گناہ گاروں کے نام لئے ہیں کیونکہ جنت کے دروازے اللہ تعالیٰ کی رحمت کھولتی ہے انسان کا عمل نہیں کھولتا یہ بات نہیں بھولنی چاہئے۔

اس لئے اگرچہ بظاہر دنیوی لحاظ سے، مادی اصول کے مطابق حالات پریشان کن ہیں۔ جب ہم مادی چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے لیکن جب ہم ان مادی اشیاء سے اپنی نظریں اُٹھا کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو آسمان کے اوپر ہمیں خدا تعالیٰ کے پیار کا جلوہ نظر آتا ہے۔ جب ہم دُنیا کی ڈرانے والی آوازوں سے اپنے کانوں کو بند کر لیتے ہیں تو ہمارے کانوں میں خدا تعالیٰ کی پیاری آواز آتی ہے۔ ’’گھبراتے کیوں ہو؟ اِنِّی قَرِیْبٌ میں تو تمہارے پاس کھڑا ہوں۔‘‘ پھر تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق بخشے اور خدا کرے کہ ہمارے لئے اسی کی رحمت اور فضل نہ کہ ہمارا کوئی عمل اس کی جنتوں کے، اس کے پیار کے اور اس کی رضا کے دروازوں کو کھولنے والا ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴ دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۲ تا ۴)